ن التالة(که دیباچہ نور کاجاءالحق وزهق الباطل ان الباطل کان روقاطضروری گذارشاتلاواموسعید-الحمد لله رب الغلين والقلوة والسلام على خيرالبيين وسيد المرسلين و أله و آبا يه لا سيما على المسيحالموعود و المهدي المعهود جري الله في كل انبياء آقابد فقد قال الله تعالى في كتابه العزيز كل كتاب طناظر بین کرام ! کچھ عرصہ ہو انش محمد یعقوب صاحب نائب تحصیلدار ریاست پٹیالہ نےسالہا سال کی محنت کے بعد ایک کتاب ’’عشره کامل نامی شائع کی جس میں مخالفین سلسلہعالیه احدی چو مولوی ثناء اللہ امرتسری، پیر بخش لا ہوری، اور مولوی محمدحسین بٹالوی وغیرہ کےاعتراضات کولیکر جمع کر دیا۔ یہ کتاب نے اعتراضات پرشتمل تھی بلکہ انہی باتوں کو دوہرایاگیا تھا جن کا سلسلہ احمدیہ کی طرف سے بار با جواب دیا جا چکا ہے ۔ اس لئے طبعی طور پر یہمجمودہ مستحق توجہ نہ ہو لیکن یہ معلوم کر کے کہ عوام الناس اعتراضات کو یکجائی صورت میں پا کراس کو خاص اہمیت دے رہے ہیں ۔ اور اسی بناء پر مصنف ”عشرہ کا ملک نے مشہور کر رکھا ہے کہحشره کاملہ کا جواب امت مرزائی قیامت تک بھی نہیں دے سکتی۔‘‘ سینه نظارت تالیف وتصنیف نے اس کے جواب لکھنے کا فیصلہ فرمایا اور حضرت مولانا شیرعلی صاحب بی۔ اے ناظرتالیف نے اس نا چیز کو اس کے متعلق ارشادفرمایا۔ میری بینی مصر تھیں اور متواتر سفر

ا س کی جلد تکمیل میں مانع رہے ورنہ آپ آج سے بہت پیشتر اس جواب کو ملاحظہ فرماتے ۔پن ہے آمر م ن أوقاته - اس تاخیر سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ مصنف مذکور کیدوسری مایہ ناز کتاب ’’حقیق لاثانی‘‘ یا عشرہ کاملہ حصہ دوم بھی شائع ہوگئی اور ہم اس مجموعہمیں ہر دو کتب کا اکٹھا جواب شائع کررہے ہیں ۔ اگر عشرہ کاملہ‘‘ کی طبع اول پر ابتداء توج کیجاتی اور اس کا جواب فی الفور شائع کر دیا جاتا تو شاید بعض مواخذات پر مصنف طباعت کا عذرکر دیا۔ جیسا کہ اس نے لکھا ہے :۔پہلی اشاعت میں بعض حالات کے ہندسوں کے تعلق بے احتیاطی ہوگئی ............اور بعض جگہ کا پی نویں اور لیتھو چھاپ کی مہربانی سے نبر صفحہ ہی غلط ہو گیا اور چونکہ کتابتہوتے ہیں بہت جلد کتاب پریسں میں دیدی گئی تھی اور اصل مسودہ سے حوالات کا مقابلہکرنے کا مجھے موقعہ اور وقت نہیں ملا تھا اس لئے کہیں کہیں ایسانقص رہ گیا۔ اب دوبارهاشاعت میں حوالجات کی درستی اور صحت کا خاص انتظام کر لیا گیا ہے۔(شرہ صفحہ سے طبع دوم)بناء پر میں مشیت ایزدی نے چاہا کہ دشمن کو اپنی تیاری کا پورا موقع دیا جائے تا کاکوئی عذر باقی نہ رہے اور صمصام ربانی ا س کے تمام تار و پود کو کاٹ کر رکھ دے۔فالحمدلله اولا واخرا۔یادرہے کہ میں نے اس کتاب میں عشرہ کاملہ طبع سوم کو سامنے رکھا ہے اور اسی کےصفحات کا حوالہ دیا ہے۔ عشرہ کا م‘‘ کی دون فصول ہیں۔ ہر ایک فصل میں قر میادین بڑے بڑےاعتراض درج ہیں۔ میں نے عشرہ کی ہفصل کا جواب اسی نمبر کی فصل میں لکھا ہے۔ اس طرح سےدر فصلوں کے بالمقابل اس کتاب میں دون فصول ہیں لیکن چونکہ مصنف نے بعض مقامات پرغیرمتعلق طور پر بھی اعتراضات کئے ہیں میں نے ان کے نیز دوسری کتب (تحقیق لاثانی،کڑک آسانی مصنفہ ابوالبیان پسروری ، ژه نادرہ وغیرہ) کے بعض ضروری سوالات کےجوابات کے لئے فصل یازدهم وخصوص کیا ہے۔ بارھویں فصل میں جماعت احمدیہ کے

دلائل در باره وفات مسیح علیہ السلام ، امکان نبوت غیر تشریعی اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہالسلام کا خلاصہ درج کیا ہے۔ اس ترتیب کے ماتحت اختلافی مسائل پر مجموعی نظر ڈالنے کا موقعملسکتا ہے۔ عشرہ کاملہ کے کسی حملہ میں اگر آپ کو کوئی ایسا سوال نظر آئے جس کا براہ راست اسفصل سے تعلق نہ ہو تو اس کا جواب گیارھویں فصل میں متفرقات کے زیر عنوان موجود ہے وہاںمطالع فرمائیں۔میں نے اس کتاب میں ہرمکن طریق سے تہذیب کو مد نظر رکھا ہے۔ اگرچہ دشمن کی گندهدہانی بسا اوقات اشتعال دلاتی رہی مگر ہر مرحلہ پر میرے پیارے آقا مسیح موعود علیہ السلام کیالنصیحت هاگالیاں سن کے دعا دو پا کے ڈکھ آرام دو و کبر کی عادت جو دیکھوتم وکھا و انکسارمیرے پیش نظر تھی ۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ صداقت اور نیکی اپنی خوبصورتی کے اظہار کےلئے درشت کلامی کی محتاج نہیں۔ راستی اپنی خوبی کے ساتھ قلوب پر پاتی ہے۔ میںنے حتی الوسع ذاتیات سے بھی اجتناب کیا ہے کیونکہ اس طرح اصولی بحث کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ہمارا اختلاف غیر احمدیوں سے کی جائیداد، زمین اور دنیاوی اسباب پرنہیں ہے بلکھ خدا کے علماور اس کی رضاء کے لئے ہے۔ اس لئے ہماری تمام تر جدوجہد اسی محور کے گرد ہونی چاہئے ۔میں نے اسی نظریے کے تحت یہ جواب مرتب کیا ہے۔ توقع ہے کہ ناظرین خواهان کاتعلق کسی عقیدہسے ہو اسی نظریہ سے اس کو ملاحظہ فرمائیں گے۔عشرہ کاملہ‘ کی متانت و شائستگی کے متعلق مجھے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ہر غیرمتعصب جس نے اس کتاب کو پڑھا ہو گا وہ اس کے انداز بیان کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ خودمصنف کا اقرار ہے کہ :اس کتاب میں تناظر میں بعض جگہ ایسے الفاظ بھی دیکھیں گے جو سنجیدگی و متانت

کی رو سے قابل اعتراض اور غیر مانوس معلوم ہوتے ہیں ۔‘‘ (عشر صفحہ ۱۵)ایسے الفاظ نہ ایک دو بلکہ انبار کا انبار ہیں ۔ میں ان کے لئے منشی صاحب یا ان کےمشیران کار کا شکوہ کرنانہیں چاہتا۔ لیکن میں دنیا کے شرفاء کے سامنے اس ذہنیت پر اظہارافسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ایک شخص لاکھوں انسانوں کے پیشوا، جان ، مال اور عزتسے بدرجہ محبوب پیشوا، پر حملہ کرتا ہے ، ناواجب اور سوقیانہ الفاظ استعمال کرتا ہے،لاکھوں بندگان خدا کے دلوں کوڈ کر دیتا ہے۔ اور پھر اس کو خدمت دین سمجھتا ہے۔ کیا پچ پچاسلام کا ماہی منشاء ہے؟ کیا بانی اسلام کا ہی اسوہ ہے؟ اور پھر کیا اسی طریق سے قلوب کیاصلاح ہوسکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ حاشاو گ۔میں ان فقرات کو قتل کر کے جوش دلا زاری کے لئے لکھے گئے ہیں اپنے ناظرین کوملول خاطر نہیں کرنا چاہتا۔ بطور نمونہ ایک فقرہ یہ ہے۔ مرزا صاحب کی تعلیم کی مثال ایکشاهد بازاری کی سی ہے ‘‘ (صفحہ ۱۴۳) فرمایئے ان الفاظ کا مقصد بجز تو ہیں کچھ اور بھیہوسکتا ہے؟ کیا شریف انسان اپنے سے مختلف الخیال انسان کو انہی الفاظ سےیاد کیا کرتا ہے؟میں الزامی جواب کو پسند نہیں کرتا لیکن چونکہ نشی صاحب نے اپنی کتاب میں بار بارا س کا مطالبہ کیا ہے نیز چونکہ ایک قسم کے لوگ بر الزامی جواب کے سلی نہیں پاتے ا سلئے بعض جگہ جور الزامی جواب درج کئے ہیں ۔ لیکن ہر مقام پر ا س کے متعلق کافیوضاحت موجود ہے تا کہ کسی کو مغالطہ دہی کا موقعہ مل سکے ۔ اور اس جگہ بھی میں لکھ دینا چاہتاہوں کہ میری کتاب کے تمام ایسے مقامات جہاں دشمن کے عقا ند یا اس کے مسلمہ معانی کو ذکرکیا گیا ہے اور ان کے رو سے کوئی خرابی بتائی گئی ہے ان تمام مقامات کی ذمہ داری غیراحمدیوں کے خیالات پر ہے، مجھ پر یا جماعت احمدیہ پرنہیں ہے۔ ہم خدا تعالی کی کامل توحید

فرمایا ۔ جزاهم الله خير الجزاء - تناظر میں میرے لئے اور میرے تمام معاونین کےلئے دعا فرمائیں۔اے علیم و ستارخدا! تو میری کمزوریوں کی ستاری فرما اور محض اپنے فضل و کرم سے اسکتاب کو اپنے حضور قبول فرما۔ اسے لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی کا موجب بنا۔ جولوگتیرے برق مرسل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالف ہیں ان کو سچائی کی راہ دکھا کہ تیرےبغیر راو پانا ممکن ہے۔ ان کوتو فیق دے کہ تیرے اس نور کو شناخت کریں اور اس آسانیپانی کی قدر کریں ه وایک عام مر گیا ہے تیرے پانی کے بغیرپھیر دے اب میرے مولی اس طرف دریا کی دھاررباب واإك آثت الشييع الكليطقادیان دارالامان۱۴ دسمبر ۱۹۳۰ءخاكسارسلسلہ احد یک ادنی ترین خادمابوالعطاء اللہ دتا جالندہریتلمیذ حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہفاضل اجل نور الله مرقدةش ک ريه :- اخویم مولوی ابو بکر صاحب سماٹری مولوی فاضل اور حافظ سلیم احمد صاحباٹاوی جنہوں نے اس کتاب کی کاپیوں کی قیجے میں کافی حصہ لیا ہے شکریہ کے متفق ہیں ۔ نیز حکیمغلام حسن صاحب لائبریریں بھی ۔ جزاهم اللہ۔ خاکسار - مرصتفنوٹ ۔ طبع مثانی کے وقت مکرم مولوی تاج الدین صاحب المعروف فاضل گر عزیزان عطاء الکریم شاہد بی اے،عطاء الرحیم حامد بی اے اور میاں بشارت احمد صاحب کلرک الفرقان نے بھی تعاون کیا ہے۔ اللہ تعالی ان کو بھی جزائے خیردے۔ آمین۔ (ابوالعطاء)

زبردست گواہ ہیں۔اللہ تعالی نے صادقوں اور کا ڈبوں میں امتیازات قائم کر دیئے ہیں تا دنیا گمراہی سے نجاتپاوے اور ق کی مخالفت سے تباہ نہ ہو جائے۔ کیا یمکن تھا کہ وہ غیور خدا جو انبیاء کے تعین سےامتیازی سلوک کا وعدہ فرماتا ہے اور یقین کے لئے فرقان بنایا کرتا ہے۔ صادق اور کاذب نبیوںکو بلا امتیاز چھوڑ دیتا؟ ہرگز نہیں ۔ خدا تعالی نے فیصلہ فرمانے میں کوئی کوتاہی نہیں فرمائی مگرافسوس کہ نادان ان قوانین الہی کو پس پشت ڈال کر اس کی کھلی کھلی تائیدات سے انحراف کر کےاور پے نبی کے پاک چہرہ سے، اس کے پاکیزہ افعال اورعدہ تعلیمات سے انکار کر کے اس کیمخالفت پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں اور اس پر ایمان لانے کی بجائے اعتراضات کا لامتناہی سلسلہشروع کر دیتے ہیں لیکن صاحب بصیرت انسان کے لئے ان اعتراضات کے باوجودصداقتاپنی پوری شان سے ظاہر ہوتی ہے کیونکہ الله تعالی کے برگزیدہ رسولوں کی ایک علامت بھی ہوتیہے کہ ان کے مخالف وہی اعتراض کرتے ہیں جو پہلے نبیوں کے مکة بین کرتے رہے اور اسطرح وہ اپنے مسلمات سے بھی انکار کر بیٹھتے ہیں ۔ قرآن مجید نے کیا ہی لطیف پیرایہ میں اسصداقت کا اظہار فرمایا ہے۔ قل ما بدا من الشل وما آدرين ما يقع في ولاپگهه (احقاف رکوع ) کہ تو ان لوگوں سے کہہ دے کہ میں کوئی نیا رسول نہیں ہوں ۔ مجھ سےپہلے بھی انبیاء ورسل مبعوث ہو چکے ہیں ۔ تم اسی منہاج پر مجھے پر کالو۔ دوسری آیت میں فرمایا۔مايقال لك الا ما قد قيل للشل من قبلكه (خم السجدہ رکوع ۵) کہ اے رسول!تجھ پر لوگ وہی اعتراض کرتے ہیں جو گزشتہ صادق نبیوں پر کئے گئے ۔ حالانکہ وہ اعتراضات قبلاز میں غلط قرار پا چکے ہیں ۔ میں آج بھی ان کے اعتراضات باطل ہیں اور گور استباز ہے۔ا س فرقانی معیار کے مطابق ہر وہ اعتراض جو مخالفین صداقت نے گزشتہنبیوں پر کیا غلط اور نا قابل التفات ہے۔ کس قدر حیرت اورجب کا مقام ہے کہ سلمانله ان تجعل المتقين تالار (ص رکوع ۳) له إن تقو الله يجعل تگ قانا (انفال رکوع 3)سے ایک حدیث کے الفاظ ان وجهه ليس بوجه گلاب‘(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۷۲) کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی یہمن جھوٹے کام نہیں ہوسکتا۔

کہلانے والے آیات مذکورہ کی موجودگی میں بھی خدا تعالی کے یے رسول اور نبی برحق حضرتمیرزاغلام احمد قادیانی علیہ الصلوۃ والسلام کے خلاف انہی اعتراضات کو دہرارہے ہیں جوبارہا انبیاء صادقین پر کئے گئے اور غلط قرار پائے۔مصنف کتاب ’’عشره کامله نے پہلی فصل میں بزعم خود دین کاذب مدعیان نبوتکا ذکر کیا ہے اور یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مشابہت (نعوذ باللہ )اسی گروہ سے ہے۔ کیونکہ جس طرح حضرت مرزا صاحب کو بعد دوی وی والہام ایک لمباعرصہ (کم و بیش تیس برس تک اشاعت دعوی کے لئے مہلت ملی ہے ویسے ہیبعض کا زب بندی بھی ایسے گزرے ہیں جو طویل عرصہ تک جھوٹے الہامات کی اشاعتکرتے رہے ہیں اور انہوں نے قبولیت حاصل کی ہے۔ گویا مصنف مذکور کی تمام کوششکفار کے قول ان ه اا اساطير ا ليت کی صدائے باز گشت ہے منشی محمد یعقوبصاحب کی اس جدوجہد کی علت غائی ان کے اپنے الفاظ میں یوں ہے :۔مرزاصاحب آیت ولتقول علينا بمحض الأقاويل سے پینتیج نکالتےتھے کہ اگر میں جھوٹا ہوتا تو ۲۳ سال تک مہلت نہ پاسکتا جو زمانہ نبوت حضرت ختمالرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہے۔ لیکن اس آیت سے ان کا یہ استدلال باطلہے کیونکہ کئی کاذب مدعیان کا زمانہ ۲۳ سال کی مدت سے زیادہ ہے۔ جیسے ابومنصور -۲سال - محمد بن تومرت ۲۴ سال حسن بن صباح ۳۵ سال۔ صالح بن طریف ۲۷سال ۔ اکبر بادشاو ہند ۲۵ سال وغیرہ ۔ اور ایسے ہی کوئی صادق نبیوں کا زمانہ نبوت۲۳ سال سے بہت کم ہے مثلا حضرت زکریا اور حضرت بیل علیہ السلام - بفرض محالاگر مرزا صاحب کا استدلال مان بھی لیا جائے تو انہوں نے 100 سے پہلے دعوینبوت کو کفر قرار دیا ہوا تھا۔ سنه مذکور میں دعوی کیا اور سات برس بعد ۱۹۰۸ءمیں مر گئے ۔ ۲۳ سال نی کہاں رہے۔ یہ آیت بھی کی ہے۔ جہاں حضور علیہ الصلوةوالسلام بعد دعوی نبوت ۱۳ سال تشریف فرمارہے پھر ۲۳ سالہ مدت کی جنت کفار مکہپر کس طرح پیش ہوسکتی تھی۔“(حاشی صفحہ ۲۰-۲۱)|اعم

ديب عليهة فائقة لا يموت بل يضربونرقبته في الحال۔ (تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ ۲۰۵ مطبع منه مصر)ترجمہ: اس آیت میں مفتری کی حالت تمثیل بیان کی ہے کہ اس سے وہی سلوکہوگا جو بادشاہ ایسے شخص سے کرتے ہیں جو ان پر جھوٹ باندھتا ہے۔ وہ اس کو مہلتنہیں دیتے بلکہ فی الفور کرواتے ہیں ۔ یہی حال مفتری علی الله کا ہوتا ہے)پھر آپ اس عدم مہات اور جلد کئے جانے پر قلی قلی بحث کرتے ہوئےتحریر فرماتے ہیں :۔هذا هو الواجب في حمة الله تعالى يتيشية الصادقبالكاذب (جلد 8 صفحہ ۲۰۲) کہ الله تعالی کی حکمت کے ماتحت ایسا ہونا ضروری اورواجب ہے تا کہ صادق و ادب کے حالات مشتبہ نہ ہو جائیں ‘‘گویا جس طرح آیت اس معیار کی مؤید ہے عقل بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔امام ابو جعفر طبری لکھتے ہیں :۔ولو تقول علينا محمد بعض الأقاويل الباطلة وتدبعلينا نا مه باليمين يقول نامه با ما و القدرةه قطعا مه نياط القلب وإنما يغني بذالك آنه گانعاجل العقوبة ولايؤيمر بها۔ (تفسیر ابن جبر پر جلد ۲۹ صفحہ ۴۲ مطبوی مصر)ترجمہ: اگر آنحضرت نے ہم پر افتراء باندھا ہوتا تو ہم اس سے سخت گرفتکرتے اور پھر اس کی شہ رگ کاٹ دیتے ۔ یعنی اللہ تعالی آپ کو جلد سزا دیتا اور اتنیمہلت نہ دیتا۔‘‘علم بمخشری فرماتے ہیں :۔والی ولو ادعى علينا شيالة نقله لقتلتا، صبر كمايتنقله الملوك بمن يتكدب عليهه مقاجل بالشط والإيقا(تفسیر کشاف صفحہ ۱۵۲۴ مطبوی کلکتہ)ترجمہ : اگر یہ مدعی ہم پر افتراء کرتا تو ہم اس سے جلد انتقام لیتے اور اس کو قتل19PELاو دااع|

گ عشر كامل۔ان تمام بیانات سے عیاں ہے کہ جس طرح نصوم قرآنی مفتری کی جلد بلا کت پر شاہدمناطق ہیں اسی طرح با تیل کی شہادت بھی اس باب میں ہی ہے۔ پس ولعنت ہے مفتری پر خدا کی کتاب میں عزت نہیں ہے زہ بھی اس کی جناب میںتوریت میں بھی نیز کلام مجید میں لکھا گیا ہے رنگ وعيد شدید میںکوئی اگر خدا پر کرے پھر بھی افتراء ہوگا وہ قتل ہے میں اس جرم کی سزا(واشین)۲۳ سالہ معیار اور علمائے استت والجماعتقرآن مجید کی تصریحات کے پیش نظر اس عنوان کی ضرورت نہیں تھی لیکن اتمام جنت کیخاطر اس ضمن میں بھی چند اقتباس درج ذیل ہیں۔(1) عقائد کی مشہور کتاب شرح عقا منسفی میں لکھا ہے :۔قان الممثل ييره پامتناع اجتماع لهذه الأمور في غيرالأنبياء و آن يجمع الله تعالى هو الكمالات في حق من يغله آهيفتري عليه ثه ينهلثلاث وعشرين سن۔“ (مطبع مجتبائی صفحہ ۱۰۰)کی عقل اس بات پر کامل یقین رھتی ہے کہ یہ امور ( مجرات اور اخلا عالیہوغیرہ) غیر نبی میں نہیں پائے جاتے۔ نیز یہی کہ اللہ تعالی یہ باتیں کسی مفتری میں جمعنہیں کرتا اور یھی کہ پھر اس کو تئیس برس مہلت نہیں دیتا۔(3) حضرت امام ابن القیم ایک عیسائی مناظر کے سامنے بطور دلیل صداقت فرماتے ہیں :۔وهو مشتي في الافتراء عليه ثلاث وعشرين ست ومع ذلك يؤد۔ (زاد المعاد جلد ا صفحہ ۵۰)کہ میں طرح ممکن ہے کہ جسے تم مفتری قراردیتے ہووہیل تنیس برس تک اللہ تعالی پرافتراء کر تار ہے اور اللہ تعالی بایں ہمہ اس کو ہلاک کرنے کی بجائے اس کی تائید کرے؟گویا حضرت امام ابن القیم کے نزدیک تئیس برس تک مہلت پانا دلیل صداقت ہے۔(۳) شرح العقائد کی شرح النبراس میں ۲۳ سالہ معیار کی وجہ بایں الفاظ درج ہے :۔

’’ واقعات گزشتہ سے بھی اس امر کا ثبوت پہنچتا ہے کہ خدا نے بھی کسیجھوٹے نبی کو سرسبزی نہیں دکھائی ۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں باوجود غیر متناہیمذاہب ہونے کے جھوٹے نبی کی امت کا ثبوت مخالف بھی نہیں بتلا سکتے۔مسیلمہ کذاب اور عبید العنسی کے واقعات تاریخ دانوں سے پوشیدہ نہیں کہ کسطرح ان دونوں نے اپنے اپنے زمانہ میں حضور اقدس فداہ روی کا جاہ و جلال دیکھکر دعوے نبوت کے کئے اور کیسے کیسے خدا پر جھوٹ باندھے ۔ لیکن آخر کار خداکے زبردست قانون کے نیچے آ کر چلے گئے اور کس ذلت اور رسوائی سےمارے گئے کہ کسی کو گمان بھی نہ ہوتا تھا۔ حالانکہ تھوڑے دنوں میں بہت کچھ ترقیکر چکے تھے مگر تانگے ؟“ (مقدم تفسیر ثنائی صفیہ سےا)ناظر بین کرام ! ہر سہ واضح حوالجات آپ کے سامنے ہیں ۔ حضرت امام ابن القیم کا شافیبیان، اہلسنت والجماعت کی مستند کتاب نبراس کی گلی شہادت، اور معانی احدیت مولوی ثناءاللہ صاحب مد پر اہلحدیث کا اقرار ایک طرف ہے اور مصنف ’’عشره کامله نشی محمد یعقوب کادعوی'' کئی کاذب مدعیان کا زمانہ ۲۳ سال کی مدت سے زیادہ ہے دوسری طرف ہے۔ فیصلہآپ خود کر سکتے ہیں ۔ ہاں یادر ہے کہ ہمارے مخاطب منشی صاحب کا اپنا اقرار ہے کہ میں کم علمہوں ‘‘(عشر صفحہ ۱۵)ا ہم کامل تحقیات کے بعد نہایت وثوق سے اس اعتقاد پر قائم ہیں کہ کاذب مدعیان کازمانہ ۲۳ سال کی مدت سے زیاد‘‘ کا دعوی سراسر مغالطہ اور افتراء ہے ۔ قرآن مجید اس خیال کودھکے دے رہا ہے۔ عقل انسانی اس کی تردید کر رہی ہے ۔ تفاسیرو بائبل کے بیانات اس کےمخالف ہیں اور پھر یقین کی شہادتیں اس کو غلط بتارہی ہیں ۔ مفتی صاحب اور ان کے فخرالحد ثین نے اس جھوٹے دعوے سے اسلام کی تو کوئی خدمت نہیں کی لیکن اس یقین دعوی پر جوابتداء اسلام سے ائمہ کرتے آئے اور اس معیار صداقت کے خلاف جسے خود آنحضرت صلی اللہ علیہوسلم نے پیش فرمایا اور تمام متهمین پیش کرتے رہے اور آج تک کوئی دشمن اسلام اس کے خلافایک نظر بھی پیش نہ کر سکا بلکہ ہمیشہ کج کا اعتراف کیا گیا کی نظروں کا دعوی کر دیا ۔ افسوس

Eما 3ابونصور علی ندی مذکور سے متعلق لکھتے ہیں :۔” وا عن هذا العجلى آله خلي الباقر له الحد فيدواء قرعة آه عرج به إلى الماء و أن الله تعالى مع بيدو علىرأسه وقال له يا بنت بل ممن له الله إلى الأرض وممة آتيهالكشف الشاقط من الماء التمور في قوله ( وإن يروا کشقا منالشتاء اقا يقولوا تاب موم) وفر هذه الطاقهبالقيامة والسكينة والار وتاوا الكئة على نعيم الدنيا و الارعلى من الاس في الگيا واشتكوا مع هذي الالة قمافيهه و اشتقت في هعلى عادتهم إلى أن وقف يوسفبن عمر القنی و آتی اوراق في زمانه على قوات المصورةفاخذ آبا منصور العجل وصلته ۔“(صفحہ ۲۳۴)ترجمه ابومنصور مذکور نے یہ دعوی کیا کہ وہ امام باقر کا خلیفہ ہے۔ بعد ازاں اپنے دعویمیں الحاد سے کام لیا اور کہا کہ اس کو آسمان پر اٹھایا گیا۔ اللہ تعالی نے اس کے سر پرہاتھ پھیرا ۔ اور فرمایا کہ میرے بیٹے میری طرف سے تبلیغ کر۔ پھر اس کو زمین پراتارا۔ اس کا خیال تھا کہ آیت وان يروا میں جس ’’الكسف الساقط‘‘ کا ذکرہے وہ میں ہوں منصور بی فرقہ نے قیامت ، جنت اور دوزخ کا انکار کر دیا ہے۔ اورجنت سے مرادتا ویلا دنیا کی منتیں اور دوزخ سے مرادنیا کی مصیبتیں کی ہیں ۔ اس قدرضلالت کے باوجود لوگ اپنے مخالفوں کو گردن زدنی سمجھتے ہیں۔ ان کا فتہ جاری رہاتا وقتیکہ یوسف بن عر ثقفی کو آگاہی ہوئی اور اس نے ان کے معائب کو دریافت کیااور ابومنصور علی کو پکڑ کر صلیب پر مار دیا۔اس اقتباس سے میں دو باتوں کی طرف آپ کی توجہ خاص طور پر مبذول کرانا چاہتا ہوں:-اول - ابونصور کا دعوی ہرگز نیات کا نہیں تھا۔ وی والہام کا نہیں تھا۔ اس کا کوئی الہامپیش نہیں کیا گیا۔ یہاں ا س نے الحاد اور بے دینی اختیار کی اور شیعوں کے ایک حصہ

50

ا-ایلیا ہے تو آپ نے انکار فرمادیا (یوحنا 1/۲۱) حالانکر حضرت علیہ السلام نے ان کے حق میں صاففرمایا تھا کہ وہی موعود ایلیا ہیں ۔ (متی ۱۵-) حضرت بی کا انکار یہودکی ٹھوکر کا موجب ہوا۔ مگریہ سب واقعات اس حقیقت ثابت کو ظاہر کرتے ہیں کہ خدا تعالی کے نبی کس قدر محتاط اور بنفس ہوتےہیں۔ آنحضرت صلی الله علیہ وسلم کو جب پیلی دی ہوئی تو حضور نے فورا شور نہ مچادیا کہ میں نبی اور رسولہوں بلکہ احادیث سے ثابت ہے کہ حضور نے گھر میں حضرت خدیجہ سے سب حالات بیان کئے اور وہآپ کو ورقہ بن نوفل عیسائی کے پاس لے میں اور سارا ماجرا بیان کیا۔ ورقہ نے سب سے پہلے کہا :-لها التام الزي أنزل على ملی ۔ ( بخاری جلد اول صفحہ ۴ مطبوع مصر)بیتو وہ فرشته (جبرائیل) ہے جو حضرت موئل پر شریعت لیکر آیا تھا (یعنی آپ بھیصاحب شریعت رسول ہیں۔)کئی نادان ہیں جو اس واقعہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ آپ اپنے دعوے کو نہ مجھ سکے اورورقہ کے کہنے پر آپ نے سمجھا ۔ مگر بیٹی ہے ۔ در حقیقت اس سارے واقعہ میں بھی نہایتخوبصورت پیرایہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی سی اور سادگی عیاں ہے اور نہ کوئی کذاباور منصو بہ باز ہوتا تو فی الفور اشتہار شروع کر دیتا۔پر اور دیکھئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء سے افضل تھے مگر جب تک حضور کیلئےاس کی کامل تشرت نہ کر دی گئی بھی حضور نے اپنی فضیلت کا اعلان نہ فرمایا ۔ بظاہر یہ موٹی بات تھیکہ جو ساری دنیا کے لئے رسول ہے اور جس پر آیت قل یایها التاشا شو اللي اليهجميعا (الاعراف مکیہ رکوع ۲۰) نازل ہو چکی ہو وہ بہرحال قومی اور ملکی رسولوں سے افضل ہوگااور جو تا قیامت زندہ رسول ہے وہ وقت اور محدود عرصہ کے انبیاء سے ممتاز ہوگا مگر آپ نے عمل جوکیا وہ یہ تھا کہ جب ایک مسلم اور یہودی کا حضرت موئی اور آپ کی فضیلت پر نزاع ہو گیا توآپ نے فرمایا لاتخیرونی علی موسی (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۱۰ فضائل موی ) یعنی حضرتموئٹ پر مجھے فضیلت مت دو۔ پھر ایک اور روایت میں حضرت پینٹ کے متعلق فرمایا م قال آناخير من يونس بن متی فقد كذب (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۵۲ ) یعنی جو مجھے اس سے بڑا ہےوہ کاذب ہے۔ لیکن جب بارگاه ایزدی سے آپ کی افضلیت کا کھلا کھلا اعلان کیا گیا توآپ نے فرمادیا " انا سيد ولد ادم و لا ق ۔ میں سب آدم زادوں کا سردار ہوں ۔ اب کیا= 505

51

کوئی بے وقوف یہ سوال کرسکتا ہے کہ پہلے آپ نے پینٹ سے افضل ہونے سے انکار کیا ہے اوراب سب نبیوں سے افضلیت کا دعوی ہے تو اس میں تضاد ہے؟ کیونکہ در اصل نبی اپنی مرضی سےکچھ کر ہی نہیں سکتا ۔ جب تک اللہ تعالی نے حضور پر نصرت نہ فرمائی آپ اپنی انکساری اورخاکساری کے ماتحت عدم افضلیت کا ذکر فرماتے رہے اور جب اللہ تعالی نے آپ کو افضل کہا توآپ نے بھی اعلان کر دیا۔بعینہ یہی حال سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے۔ نادان مخالف ان کی ترقیات کوارتقائی کہہ کر ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل گردانتا ہے حالانکہ یہ بات صداقت کی زبردستدلیل ہے کہ جب تک و الی نے کھول کر نہ بتادیا کہ حضرت سید ناصری علیہ السلام وفات پا گئےہیں آپ ان کی زندگی کا اعلان کرتے رہے۔ لیکن جب الله تعالی نے اس راز کو آپ پر کھول دیا توآپ نے صفائی سے اس کا اظہار فرما دیا۔ یہ بات آپ کی سچائی کی دلیل ہے۔ ورنہ اگر آپ نےمنصوبہ بنایا ہوتا تو بھی بھی حضرت کی زندگی کے متعلق اتنا زور نہ دیتے ۔ چنانچہ جبحیات کے عقیدہ پر علماء نے اعتراض کیا تو آپ نے تحریر فرمایا :۔(الف) کیا کیا اعتراض بنارکھے ہیں ۔ مثلا کہتے ہیں کہ یح موعود کا دعوی کرنے سے پہلےبراہین احمدیہ میں عیسی علیہ السلام کے آنے کا اقرار موجود ہے۔ اے نادانو! اپنی عاقبتکیوں خراب کرتے ہو۔ اس اقرار میں کہاں لکھا ہے کہ یہ خدا کی وی سے بیان کرتاہوں اور مجھے کب اس بات کا دعوی ہے کہ میں عالم الغیب ہوں؟ جب تک مجھے خدانےاس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو موعود ہے اور میں فوت ہو گیا ہے تبتک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے ۔ اسی وجہ سے کمال سادگی سےمیں نے حضرت ت کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین میں لکھا ہے جب خدا نے مجھ پراصل حقیقت کھول دی تو میں اس عقیدہ سے باز آ گیا ۔ میں نے بڑ کمال یقین کے جومیرے دل پر محیط ہو گیا اور مجھے نور سے بھر دیا۔ اس کی عقیدہ کو نہ چھوڑا‘‘اعجاز احمدی صفحہ ۱)(ب)' چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا ا س اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھاکہ حضرت عیسی آسمان پر سے نازل ہوں گے۔ ا س لئے میں نے خدا کی وی کو

52

ظاہر پر عمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوںکا تھا اور اسی کو براہین احمد بی میں شائع کیا ۔ لیکن بعد اس کے اس بارہ میں بارش کیطرح وی الہی نازل ہوئی کہ وہ تم موعود جو آنے والا تھا تو یہی ہے ۔ اور ساتھ اسکے صد ہا نشان ظہور میں آئے اور زمین و آسمان دونوں میری تصدیق کے لئے کھڑےہو گئے اور خدا کے پکتے ہوئے نشان میرے پر جبر کر کے مجھے اس طرف لےآئے کہآخری زمانہ میں سے آنے والا میں ہی ہوں ۔ ورنہ میرا اعتقاد تو وہی تھا جو میں نےبراہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا اور پھر میں نے اس پر کفایت نہ کر کے اس وی کو قرآنشریف پر عرض کیا تو آیات قطرية الدلالت سے ثابت ہوا کہ درحقیقت یح ابن مریمفوت ہو گیا۔‘‘ (حقيقة الوي صفحہ ۱۳۹)کیا اس وضاحت بیان کے بعد دیکھا کہ 'براہین احمد بی صفحہ ۳۹۸ میں صاف صافاقرار تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے اور ان کے ہاتھسے دین اسلام چلے گا ............ بعد میں خود بن گئے ۔‘‘ (عشرہ صفحہ ۳۲) درست اوردیانتداری پر بھی ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف طور پرتحریر فرما دیا ہے :۔” میں نے مسلمانوں کا ری عقیده براہین احمدیہ میں لکھ د یا تا میری سادگی اورعدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو ۔ وہ لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رھی تھا مخالفوں کے لئے قابلاستاد ہیں کیونکہ مجھے خود بنو دغیب کا دعوی نہیں جب تک کہ خود خدا تعالی مجھے نہسمجھادے۔“ (کشتی نوح صفحہ ۴۷)عشره کاملہ کے مصنف نے اس دوسری فصل میں بیان کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب پہلےمعمول محرر تھے پرجد و محدثی، مهدی، امام الزمان اور بھی بن گئے۔ ہمیں ان چھے امور سےاتفاق ہے ۔مزور ہونے کا ذکر اگر چطنز کیا گیا ہے مگر مصنف نے خود ہی طبع دوم کے دیباچہمیں لکھ دیا ہے کہ :۔” میں نے مرزا صاحب کی مختلف اور مسلسل حالت کا اظہار کیا ہے اعتراضنہیں کیا۔ (صفحہ ۵)

100

چونکہ آخرصدی کا یا مثلا آخر ہزار کا اس صدی یا ہزار کا سر کہلاتا ہے جو اس کےبعد شروع ہونے والا ہے اور اس کے ساتھ پیوستہ ہے اس لئے بیٹھادرہ ہر ایک قوم کا ہےکه مثلا وہ کسی صدی کے آخری حصے کو جس پر گویا صدی ختم ہونے کے علم میں ہے۔دوسری صدی پر جو اس کے بعد شروع ہونے والی ہے اطلاق کردیتے ہیں ۔ مثلا کہہدیتے ہیں کہ فلاں مجد د بارہویں صدی کے سر پر ظاہر ہوا تھا گو وہ گیارہویں صدی کےاخیر پر ظاہر ہوا ہو۔ یعنی گیارہویں صدی کے چند سال رہتے اس نے ظہور کیا ہو“و (تحفہ گوڑ دی ربع اول حاشیتصفیه ۹۲)پس اب حل ہو گیا کہ ریاق القلوب کی عبارت میں صدی کے سر سے مرادحضوڑ کے نزدیک۲۹۰! مجری ہی ہے۔ یہ اول تو ظاہر ہی ہے کہ تفسير القول بمالایرضی به قائلۂ درستنہیں۔ بلکہ ع تصنيف را مصنف نیکوکند بیاں، کے مطابق وہی معنے لینے پڑیں گے جوخودحضرتمرزا صاحب نے بیان فرمائے ہیں ۔ بہر حال ثابت ہوا کہ ۲۹۰ھ میں حضرت مسیح موعوڈکی عمر۴۰سال تھی اور ۳۲۶ ہجری میں حضور کا انتقال ہو اتوكل عملا سال ثابت ہوگئی ۔ فلا اعتراض۔دوسرے حوالہ کا جوابمعترض نے حضرت اقدس کی کتاب تحفہ گولڑویہ کے حوالہ سے کشف کا ذکر کیا ہے جس کی روسے حضور نے ابتداء دنیا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کل زمانہ ۳۹۴ سال قرار دیا ہےاور پھر اپنی پیدائش گیارہ سال کم چھے ہزار پر قرار دی ہے ۔ معترض نے اس انوکھے طریق سےحضرت مسیح موعود کی عمر ۲۵ سال قرار دی ہے۔الجواب ۔ کیا عمر کے دریافت کرنے کا سہی طریق ہے کہ ہزاروں سالوں کے حسابکئے جائیں ۔ بھلا اس قدر دور از کار استدلال کی کیا ضرورت تھی جبکہ حضرت نے صاف لکھا ہے کہ۲۹۰ ہجری میں میں مامور ہو چکا تھا (حقيقة الوی صفحہ ۱۹۹) اور دوسری جگہ تحریر فرمایا ہے کہمیں چالیس برس کی عمر میں مبعوث ہوا۔ گویاآپ کی پیدائش کا سال ۵۰ یا مجریہے۔ جناب معترض! اگر آ پ کے نزدیک تحفہ گولڑویہ کی عبارت سے سن پیدائش۲۶ ہجری بنتا ہے تو یہ ہزاروں کی بجھن میں پڑنے کا نتیجہ ہے۔ در اصل بات یہ ہے کہ(100)

110

پنجابی میں ضرب المثل ہے 'خواجہ دا گواہ ڈڑو ۔ ناظرین کرام ! ہم معترض پٹیالوی سے کیاہیں جو قاضی لدھیانوی کی تے چاٹ کر شہرت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ ہاں منصف مزاج پلک کیآگاہی کے لئے لکھتے ہیں کہ ۱۹۱۸ء میں قاضی مذکور اور اس کی اس کتاب کے متعلق مجسٹریٹدرجه اول لدھیانہ نے حسب ذیل ریمارکس کئے جن کو بعد اپیل بھی قائم رکھا گیا :۔جو الزامات مستغیث (فضل احمد لدھیانوی نے اپنی کتاب ”کلمہ میں مرزاغلام احمد قادیانی پر گائے ہیں وہ جھوٹے اور توڑ مروڑے ہوئے ہیں ۔حقیقت امر یہ ہے کہ مستغیث (فضل احمد لدھیانوی) علوم دینی میں نیمتعلیمیافتہ آدمی ہے اور اس کا علم عربی بہت ہی عامل اور کی ہے جیسا کہ ڈینینس کیپیش کردہ عبارت پر اس کے اعراب لگانے کی کوشش سے ظاہر ہوا ہے۔ اس میں بےشمار غلطیاں ہیں ۔ جییا کہ ضرب المثل میں نیم حلیم کو خطرہ جان کہا گیا ہے مستغیث (جوکہ نیم ماں ہے) خطرہ ایمان ہے ۔“ (فصلہ مجسٹریٹ درجہ اول لدھیانہ مؤرخہ۲۱ جنوری ۹۱۸ منقول از رساله تر دید کتاب کل فضل رحمانی‘‘)اب انصاف آپ کے ہاتھ میں ہے کہ کیا ایسے تن کی روایت اور ایسی کتاب کی سند پراعتراض درست ہوسکتا ہے اور جبکہ وہ روایت بھی بلا ثبوت ہو؟الجواب - (۲) بفرض محال اگر اس وضعی روایت کو تسلیم بھی کر لیں تب بھی کوئیاعتراض پیدا نہیں ہوتا کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت کا صاف منشاء یہ ہے کہ غلاماحمد قادیانی، یعنی ایسی شخص جو قادیان کی نسبت کے ساتھ مشہور ہو کر کی ہیں ۔ اگر تم دنیا کے کسی بھیکونے میں غلام احمد قادیانی‘‘ کا نام لو گے تو اس سے شخص طور پر صرف ایک ہی وجو و باجودمراد ہو گا اور وہ حضرت مسیح موعود کا ہے ۔ معترض پٹیالوی نے اپنے پیش کردہ نام کو غلام احمد قریشیلکھ کر ہمارےبیان کو اور بھی پختہ کر دیا ہے۔غرض اول تو بیان بھی پایین اعتبار سے گرا ہوا ہے لیکن اگر اسے درست بھی مان لیاجاوے تب بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرموده دعوی میں قطعةقادر نہیں۔=110

150

گویا حضرت مرزا صاحب با وجود متذکرہ صدر مذہب کے اپنے الہامات کے متعلقیقین کامل اور بصیرت تامہ رکھتے تھے کہ وہ بیت ، منجانب اللہ اور شریعت کے مطابق ہیں۔چنانچہ حضور فرماتے ہیں :۔” و أهم من الله الرحمن قبله على شريطةالنية والقواب والتي وقد گشق علت آهضچي ځايض يوافق الشريعة لا ريب فيه ولا لبس ولاشك ولا شبهة“ (دافع الوساوس صفحہ ۳۱)جس کا تر جمشی مد یعقوب صاحب نے بھی حسب ذیل لکھا ہے :۔میرے تمام الہامی ، خالص، اور موافقت شریعت ہیں جن میں کسی شک و شبہ کوخل نہیں ہے۔“( شرج صفحہ ۳۵)مندرجہ بالا بیانات سے صاف عیاں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا مذہب ہےاور یہ کہ آپ کے الہامات و کشوف میں سے ایک بھی شریعت کے خلاف نہیں ۔ ہاں حسبارشاد الہی ٹیڑھے دلوں والے آپ کی طرف یہ الزام منسوب کرتے ہیں مگر یہ کوئی نئی باتنہیں کیونکہ امت کے اولیاء ہمیشہ سے ان ظاہر پرست علماء کے ہاتھوں ستائے گئے اور ان کےالهامات و شوق کو خلاف شریعت قرار دیا گیا ہے حالانکہ وہ الہامات اور تشوف شریعت کےخلاف نہیں تھے اور نہ ہو سکتے ہیں ۔ ہاں حقیقت سے ڈور لوگوں کے خشک خیالات کے ضرورخلاف تھے۔ افسوس کہ یہ لوگ اپنے خیالات کو شریعت قرار دیکر شریعت اسلامیہ کے نام پرپاکبازوں کا خون کرتے رہے۔ ان کو پابند قیود و سلاسل کرتے رہے، اور ان کی تکفیر تفسیقکرتے رہے۔ انہی حالات کو دیکھ کر حضرت جنید نے فرمایا تھا :۔”لا يثل آحد درج الحقيقة حتى يشهد فيه الف يقباه يرثدي وذالك لأنه إذا نطق بعلوم الأشرار لا يشعالتي يقين إلا أن ي روا عليه غير على ظاهر الشريعةالمطهرة“ (الیواقیت والجواہر مصنفہ امام شعرانی جلد ا صفحہ ۳۲)دد(150E